

## 111884-مکان کی تعمیر کرنے کیلئے زکاۃ دے سکتا ہے؟

سوال

کیا میں اپنی زکاۃ ایسے شخص کو دے سکتا ہوں جسے اپنا مکان بنانے کیلئے رقم کی ضرورت ہے؟

پسندیدہ جواب

زکاۃ کے مسحیتین آٹھ ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں بیان فرمایا ہے:

(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَالَمِينَ عَلَيْنَا وَلَهُ مَا تَرَكَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَفِي الرِّزْقِ ۚ وَالْغَارِيْمِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ اَسْبِيلِ فَرِيْضَةٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيْمٌ حَكِيمٌ)

ترجمہ: صدقات تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور ان پر مقرر عاملوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں افلاط ڈالنی مقصود ہے اور گرد نیں پھرنا نے میں اور تاو ان بھرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافر پر (خرج کرنے کے لیے ہیں)، یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ سب کچھ جانے والا، کمال حکمت والا ہے۔ [التوہہ: 60]

پہلے ان مصارف زکاۃ کا بیان سوال نمبر: (46209) کے جواب میں گزر چکا ہے۔

اور جمصور علمائے کرام اس بات کے قائل ہیں کہ فقیر یا مسکین کو اتنی مقدار میں زکاۃ دی جانے کی جو اس کی اور اس کے اہل خانہ کی ایک سال کی ضروریات کیلئے کافی ہو، ایک سال کی مدت اس لیے مقرر کی ہے کہ زکاۃ ایک سال بعد ادا کی جاتی ہے۔

چنانچہ "الموسوعۃ الفقہیۃ" (23/317) میں ہے کہ:

"فقیر اور مسکین شخص کو دی جانے والی زکاۃ کی مقدار:

جمصور [یعنی مالک، شوافع کے ہاں ایک قول، اور حنبلہ کے ہاں ایک موقف کے مطابق] اس بات کے قائل ہیں کہ فقراء یا مسکین میں شامل زکاۃ کے مسحی افراد کو اتنی مقدار میں زکاۃ دی جانے کی جس سے ان کا اور ان کے اہل خانہ کا ایک سال تک گزر بسر ہو جائے یا ہم تاہم اس سے زیادہ نہ دیا جائے، تاہم اس سے زیادہ نہ دیا جائے، فقہائے کرام نے سال کی حد بندی اس لیے کی ہے کہ زکاۃ عام طور پر ایک سال بعد دی جاتی ہے، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اہل خانہ کیلئے ایک سال کا راشن محفوظ کیا تھا" انتہی

اس موقف کے مطابق فقیر یا مسکین شخص کو زکاۃ کا مال مکان کی خریداری کیلئے یا مکان کی تعمیر کیلئے نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ یہ مقدار سالانہ ضروریات سے زیادہ ہو گی، تاہم پورے سال کیلئے مکان کا کرایہ دیا جاسکتا ہے۔

امام شافعی اور یہی موقف ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی ہے، اسی کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے پسند کیا ہے کہ فقیر یا مسکین کو اتنی زکاۃ دی جانے کی کہ اس کی محتاجی باقی نہ رہے، چنانچہ انہوں نے ایک سال کی قید نہیں لگائی۔

جیسے کہ "الموسوعۃ الفقہیۃ" (23/317) میں ہے کہ:

"شافعی فقہاء نے صراحت کیا تھا جبکہ خلیل فقہاء نے ایک روایت کے مطابق یہ موقف اختیار کیا ہے کہ فقیر اور مسکین کو اتنی مقدار میں مال دیا جانے گا جس سے وہ فاقہ کشی سے باہر آ جائیں، یعنی ان کی ایسی حالت ہو جائے کہ انہیں دوبارہ مانگنے کی ضرورت نہ پڑے، اس کی دلیل قبیصہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (صرف تین لوگوں کو مانگنے کی اجازت ہے، ایک شخص جس کا مال کسی آفت کی وجہ سے تباہ ہو گیا، تو اسے اتنا مانگنے کی اجازت ہے جس سے اس کی زندگی کا پسیہ چل پڑے...) الحدیث۔

چنانچہ ان فتاویٰ کا کہنا ہے کہ اگر وہ شخص کسی چیز کا کاریگر تھا تو اسے اس کے مطلوبہ اوزار خرید کر دے دیے جائیں گے، چاہے اوزار سستے ہوں یا منگلے، تاکہ اپنی محنت کر کرے اپنی ضروریات پوری کر سکے، اور اگر تجارت کرنا جانتا ہے تو اسی اعتبار سے اسے زکاۃ کا مال دیا جائے گا، اور اگر کھیتی باری کرنا جانتا ہے تو اس کیلئے اتنی زمین خریدی جائے گی جس کا انتاج اسے کافی ہو۔" انتہی

"الاختیارات" (ص 105) میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"فقری شخص زکاۃ میں سے صرف اتنا ہی لے گا جس سے وہ غنی ہو جائے، چاہے یہ مقدار کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، یہ موقف امام احمد کے مذہب میں دو میں سے ایک ہے، اور شافعی کا یہی موقف ہے" انتہی

جبکہ مرداوی رحمہ اللہ "الانصاف" (7/255) میں کہتے ہیں :

"[خلیل] مذہب میں صحیح موقف یہی ہے کہ فقری اور مسکین کو ایک سال کا خرچ لینا جائز ہے، جبکہ امام احمد سے یہ بھی منقول ہے کہ تجارت یا پیشہ وری کیلئے ضروری مقدار میں زکاۃ لے سکتا ہے۔" انتہی

تاہم آجری اور شیخ تفتی الدین ابن تیمیہ نے اس موقف کو پسند کیا ہے کہ فقری اتنی مقدار میں زکاۃ کا مشت لے سکتا ہے جس سے وہ غنی ہو جائے، چاہے اس کی مقدار کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔" انتہی مختصرًا

امام شافعی رحمہ اللہ "الام" (8/256) میں رقمطرازیں :

"فقری شخص کو زکاۃ کی زیادہ مقدار دینے کی کوئی حد نہیں ہے، اتنا ہے کہ وہ غربت سے باہر نکل جائے چاہے اس کیلئے تھوڑی مقدار دیتی پڑے یا زیادہ" انتہی

امام شافعی کی اس بات پر ذکر کیا انصاری نے "آسی الطالب" (100/1) میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے :

"امام شافعی کا مقصد یہ ہے کہ غریب شخص اس حالت میں آجائے کہ کبھی سے مانگنے کی ضرورت نہ پڑے، چنانچہ ہر غریب کو اتنا مال دیں کہ وہ اسے تجارت میں لگا کر رأس المال بنالے، اور اس کے لفظ سے اپنی ضروریات پوری کرے، اور پڑھائی لکھائی میں مصروف لوگ جنہیں تجارت کرنے کا ڈھنگ نہیں آتا ان کیلئے زمین خرید دے جس کا انتاج ان کیلئے کافی ہو، اور اگر کسی کے پاس کوئی پیشہ ورانہ مہارت ہے تو اس کیلئے مطلوبہ اوزار خرید کر دے دے" انتہی

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ "الشرح المختصر" (6/221) میں کہتے ہیں :

"فقری شخص کو پورے سال کا خرچ دیا جائے، کیونکہ زکاۃ ہر سال ادا کی جاتی ہے [تو آئندہ سال پھر اسے زکاۃ مل جائے گی] اور اگر یہ کہا جائے کہ غریب شخص کو اتنا دیا جائے کہ اس کی غربت ختم ہو جائے تو یہ موقف بھی مضمون ہے، بالکل یہی بات مسکین کے بارے میں بھی ہے" انتہی

اس موقف کے مطابق ہم غریب شخص کو اتنی مقدار میں رقم دے سکتے ہیں جس سے اپنے اور اہل خانہ کیلئے مکان خرید سکے، اسی طرح اگر وہ کاریگر ہے تو آلات خریدنے کیلئے اسے رقم دے سکتے ہیں، یا اتنی مقدار میں رقم دے سکتے ہیں جس سے کوئی مکان خرید کر اتے پر دے دے، اور اس کی آمدن سے گھر چلا جائے، اور اگر اس کے پاس کوئی پیشہ ورانہ مہارت یا تجارتی فن نہیں ہے تو پھر رہائشی مکان کی خریداری کیلئے رقم دے سکتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے پہلا موقف اختیار کیا ہے کہ فقری شخص کو اتنی بڑی رقم نہیں دی جا سکتی کہ زکاۃ کی رقم سے مکان خرید سکے، تاہم رہائشی مکان کا کرایہ زکاۃ سے ادا کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے ایک غریب آدمی کے بارے میں پوچھا گیا کہ :

"اس کے ساتھیوں نے مل کر اپنی زکاۃ جمع کی تاکہ اپنے غریب ساتھی کیلئے مکان خرید سکیں تو انہوں نے اپنی زکاۃ جمع کر کے اس کیلئے مکان خرید لیا، یہ واضح رہے کہ زکاۃ ادا کرنے والوں کا

کوئی مقصد نہیں ہے کہ مکان خریدا جائے یا کچھ اور کیا جائے، ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ زکاۃ ادا ہو جائے"  
تو انہوں نے جواب دیا:

"کسی فقیر شخص کیلئے زکاۃ کی رقم سے مکان کی خریداری کو میں جائز نہیں سمجھتا، کیونکہ مکان کی خریداری کیلئے خطر رقم چاہیے، اور اگر غریب شخص کی ضرورت پوری کرنی ہے تو اس کیلئے کرائے پر مکان لے کر دیا جاسکتا ہے، میں اس کیلئے مثال دیتا ہوں:  
اگر کسی غریب شخص کو دس سال کیلئے مکان کرائے پر چاہیے تو یہ 10000 ہزار روپے میں مل جائے گا، لیکن اگر اس کیلئے ہم مکان خریدنے لگیں تو ایک یا دو لاکھ روپے سے کم میں نہیں ملے گا، اس لیے مکان کی خریداری کیلئے زکاۃ ادا کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس طرح دیگر فقراء کا حق مارا جائے گا، چنانچہ ہم کہتے ہیں غریب آدمی کیلئے مکان کرائے پر لے لیں، اور جب کرائے کی مدت ختم ہو جائے تو ہم دوبارہ کوئی اور مکان کرائے پر لے لیں گے، لیکن زکاۃ کے مال سے مکان خریدنا میرے نزدیک جائز نہیں ہے۔  
ہاں! اگر انہیں کسی اہل علم نے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے تو یہ مسئلہ اجتہادی ہے" انتہی

"فتاویٰ نور علی الدرب"

واللہ اعلم.